Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

فون ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات ۲۹ صفر ۱۴۱۱ ھ، ۲۰ تبوک ۱۳۶۹ ہش، ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۶۴

دعا کے سوا کوئی حل نہیں

خلیج کے بحران کے ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا

"ہم تو پہلے بھی دعائیں کرنے والے لوگ ہیں۔ لیکن آج کی دنیا میں ان حالات کے پیش نظر...... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دعا کے سوا آج ان دنیا کی امراض کا اور امت مسلمہ کی امراض کا کوئی چارہ نہیں۔ اور اہل مغرب کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا ان کو عقل دے۔"

(الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۹۰ء)

خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک بابرکت وجود

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب انتقال فرما گئے

۳۸ سال تک واقف زندگی کے طور پر خدمات انجام دیں

۵ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر کے عہدہ پر فائز رہے

ربوہ ۔ احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کی بزرگ اور خادم دین ہستی حضرت فضل عمر کے فرزند ارجمند محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۱۹ ستمبر ۱۹۹۰ء کی صبح پونے نو بجے اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اس کی طرف ہی ہم نے لوٹ کر جانا ہے) آپ کی عمر ۷۲ سال آٹھ ماہ تھی۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف واقف زندگی خادم دین تھے۔ ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ۳۸ سال کے طویل عرصہ تک فضل عمر ہسپتال میں خدمات انجام دیں۔ آپ پانچ سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر بھی رہے۔ ان دنوں حضرت فضل عمر خود صدر مجلس ہوا کرتے تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف بڑھاپے اور دیگر عوارض کی وجہ سے کئی سال سے علیل تھے۔ تاہم ایک دن قبل یعنی ۱۸ ستمبر کی شام سانس کی ہلکی سی تکلیف لاحق ہوئی۔ ۱۹ ستمبر کی صبح پونے نو بجے کے قریب گھر ہی میں آرام فرما رہے تھے کہ اچانک حرکت قلب رک گئی۔ اور چند ہی لمحوں میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کو ڈھائی سال قبل دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے معجزانہ طور پر شفا عطا فرما دی تھی۔

حالات زندگی

محترم صاحبزادہ صاحب یکم فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان میں حضرت سیدہ ام ناصر کے بطن مبارک سے تولد ہوئے۔ ایم بی بی ایس پاس کرنے کے بعد ڈیڑھ سال تک گلینسی میڈیکل کالج امرتسر میں بطور ڈیمانسٹریٹر کام کرتے رہے۔ آپ نے بعد ازاں خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور ۲۲ مئی ۱۹۴۵ء کو آپ کا پہلا تقرر نور ہسپتال قادیان میں بطور اسسٹنٹ انچارج (میڈیکل آفیسر) ہوا۔ تقسیم ملک کے بعد جب مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ کا قیام عمل میں آیا اور یہاں پر فضل عمر ہسپتال کا قیام عمل میں آیا۔ تو آپ نے یہاں خدمات انجام دینی شروع کر دیں۔ ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء سے آپ کو چیف میڈیکل آفیسر کے فرائض سونپے گئے۔ مرکز سلسلہ میں ابتدائی بے سروسامانی کی حالت میں شروع ہونے والے اس ہسپتال کو بعد ازاں آپ کے دور میں بڑی ترقی نصیب ہوئی۔ چیف میڈیکل آفیسر کے عہدے پر آپ نے ۱۹۸۲ء تک کام کیا۔ یعنی ۲۴ سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

ہسپتال سے فراغت کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے گھر پر ہی پریکٹس کا سلسلہ جاری رکھا۔

خالص پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدیدار کے طور پر بھی ایک لمبا عرصہ خدمات انجام دیں۔ جن ایام میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت کا عہدہ سیدنا حضرت فضل عمر کے پاس تھا۔ ان دنوں عرصہ پانچ سال تک (۵۵-۱۹۵۴ء تا ۶۰-۱۹۵۹ء) محترم صاحبزادہ صاحب کو بطور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمات انجام دینے کا موقعہ ملا۔

۱۹۵۵ء میں جب سیدنا حضرت فضل عمر علاج کی غرض سے یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے تو محترم صاحبزادہ صاحب کو حضور کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ اس دورے کی تفصیلی رپورٹیں بھی آپ ارسال کرتے رہے جو الفضل کے صفحات کی زینت بنتی رہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کو ایک طویل عرصہ تک حضرت فضل عمر اور پھر حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ کی رحمت آپ پر ہو، کے ذاتی معالج کے طور پر خدمات

باقی ص۸ پر

درخواست دعا

◯ مکرم منور احمد صاحب قریشی راولپنڈی کی بیٹی عزیزہ مبشرہ تسنیم عمر ساڑھے پانچ سال عرصہ ایک سال سے گلے اور چھاتی کی تکلیف کی وجہ سے سخت بیمار ہے۔ اپریشن بھی کرایا گیا لیکن تاحال کوئی افاقہ نہیں۔

◯ مکرم مرتضیٰ صادق صاحب (جو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے ہیں) کو ۲۹ اگست ۱۹۹۰ء کو فالج کا حملہ ہوا ہے موصوف الشفاء ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہیں۔

◯ مکرم امین الرشید صاحب کی بڑی ہمشیرہ کی آنکھوں میں موتیا اتر آیا ہے۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

علم و فضل میں ترقی کا لائحہ عمل

ایک حدیث مبارکہ کے مطابق مہد سے لحد تک (یعنی پنگھوڑے کی عمر سے لے کر قبر میں جانے تک) علم حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ تمام انصار بھائیوں کو اپنے علم و فضل اور دینی معلومات کے معیار کو بڑھانے کے لئے مطالعہ قرآن کریم، مطالعہ احادیث شریف اور روحانی خزائن کے پڑھنے پڑھانے، سننے سنانے اور سیکھنے سکھانے کے عمل میں ذوق و شوق سے حصہ لینا چاہیئے اور اسی عظیم مقصد کی خاطر ترتیب دیا گیا قیادت تعلیم انصار اللہ پاکستان کا تعلیمی/علمی امتحانی لائحہ عمل ہر مجلس میں نافذ کرنا نہایت ضروری ہے اور اس تعاون کا اولین تقاضا یہ ہے کہ تمام انصار اپنے زعیم صاحب سے امتحان دوم ۱۹۹۰ء کے پرچے حاصل کریں اور تین دن میں حل کر کے دفتر کو ارسال کر دیں۔ یہ تاکیدی امر ہے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل | پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ تبوک ۱۳۶۹ ہش ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء

رہے نام اللہ کا

رہے نام اللہ کا ۔ اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے ۔ مادی چیز بھی اور غیر مادی بھی ۔ اور جب ہم چیزوں کو فنا ہوتے دیکھتے ہیں تو بے ساختہ ہمارے منہ سے "رہے نام اللہ کا" کے الفاظ نکل پڑتے ہیں اور دل شدت سے یہ بات محسوس کرنے لگتا ہے کہ ہم بھی فانی ہیں ۔ اور ہر وہ چیز جسے ہم اپنی کہتے ہیں یا جو چیز دوسروں کے قبضہ میں نظر آتی ہے وہ بھی فانی ہے ۔ جب ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہونی شروع ہو جائے کہ کسی نہ کسی طرح ہم زندہ رہیں اور ہماری زندگی دوام اختیار کر جائے تو سب سے پہلے ہمیں وارث کا خیال آتا ہے کہ ہمارا کوئی وارث ہو جس کی شکل میں ہماری زندگی کا تسلسل جاری رہے ۔ لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ آخر وارث بھی کب تک ۔ اور یہ بھی نہیں سوچتے وارث ہوگا تو کیسا ہوگا ۔ ہم جیسا یا ہم سے مختلف ۔ ہمارے نام کو قائم رکھنے والا یا ہمیں بدنام کرنے والا ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ نے حصول وارث کی خواہش کے سلسلہ میں فرمایا ہے

"جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اس طرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے ۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ کی زندگی اور پائندگی خدا تعالیٰ ہی کی شان کے شایاں ہے ۔ انسان کو یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ اس کی زندگی محدود ہے اور درحقیقت وہی اسکی زندگی ہے جو اسکی اپنی ہے اور اسکی اپنی زندگی کے بعد خدا تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے ۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی کرے وہ بجائے اپنی زندگی کو توسیع دینے کے اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے ۔ حتیٰ کہ دوسروں کی خدمت بھی خدا تعالیٰ ہی کیلئے کرے اور ایسا اسلئے کرے کہ جو کچھ اسکے پاس ہے وہ ایک امانت ہے اور امانت کی حفاظت اس کا اخلاقی اور دینی فرض ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"خدا تعالےٰ کی طرف تبتل کرنا اور اس کو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اس لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اس طرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اس میں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے ۔"

اللہ تعالےٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم ہر بات خدا کی خاطر کریں اور اسی کی رضا کو اپنا مطمحِ نظر بنا کر اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالیں کہ وہ ہم سے خوش رہے اور ہمارا ہر قدم ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا چلا جائے ۔

خدا کی سمت دیکھو گے تو سب کچھ دیکھ پاؤ گے
خدا کے ہاتھ میں گر ہاتھ دو گے تو سفر ہوگا
خدا کے ڈر میں چھپ جاتے ہیں سارے ڈر زمانے کے
یہ ڈر ہوگا تو دنیا میں کسی کا بھی نہ ڈر ہوگا

ابوالاقبال

مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جا

ہے دور بہت دور مسافر تری منزل
بے باک نہ ہو ساتھ لئے زادِ سفر جا

دنیا کی کسی شے سے کبھی دل نہ لگا تو
ہاں ڈالتا ہر چیز پہ عبرت کی نظر جا

یہ مال یہ اولاد یہ احباب یہ رشتے
اک بوجھ ہیں یہ بوجھ اسی خاک پہ دھر جا

پھولوں میں نزاکت ہے تو کانٹوں میں جراحت
اس گلشنِ پُرخار سے بچ بچ کے گذر جا

افراط بھی مہلک ہے تو تفریط بھی مہلک
اے بندۂ حق تو نہ ادھر جا نہ اُدھر جا

جس تختِ حکومت پہ خدا یاد نہ آئے
نادان تو اس تختِ حکومت سے اُتر جا

اے فلسفیو تم کو نظر آئے نہ آئے
مجھ کو تو خدا میرا نظر آتا ہے ہر جا

یا وصل کا سامان ہو یا درد کا چارہ
اے خوبیٔ تقدیر کوئی کام تو کر جا

ظفر محمد ظفر

آپ کے خون کا عطیہ ایک قیمتی جان بچا سکتا ہے
(نظامت خدمت خلق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

میاں محمد ابراہیم

محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب

مجھے ایک لمبے عرصہ تک سکول میں محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب کا رفیق کار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ میں ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ (ثانی) کے ارشاد کی تعمیل میں بحیثیت سینئر انگلش ٹیچر سکول میں حاضر ہو کر حضرت مولوی محمد دین صاحب (ہیڈ ماسٹر) کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو حضرت مولوی صاحب نے مجھے "فرداً فرداً" تمام رفقاء کار سے متعارف کروایا۔

محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب بی ایس سی جن کا تعلق جہلم سے تھا مجھ سے عمر میں سات آٹھ سال بڑے تھے۔ ان کا سینیارٹی کے لحاظ سے تو چھٹا نمبر تھا۔ لیکن نمایاں انتظامی قابلیت کے اعتبار سے ان کا اپنا ایک خاص مقام تھا۔ وہ امتحانات کے ناظم اور ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔

اس دن سکول کے ہال میں نگران اعلیٰ کے طور پر ڈیوٹی پر تھے کہ حضرت مولوی محمد دین صاحب نے بڑے دروازے پر معمولی سی دستک دی۔ وہ ادھر آئے۔ تو ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "لیجئے ایک اور نائب"۔ حضرت صوفی صاحب اس سے پہلے مجھے صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ میں کرکٹ کا ایک اچھا کھلاڑی ہوں۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ میرا تقرر سکول میں ہو گیا ہے۔ مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم دونوں کرکٹ کے رسیا درس و تدریس میں رفیق کار بن گئے۔

حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب چند ابتدائی گریجوایٹ واقفین زندگی میں سے ایک ممتاز شخصیت تھے۔ اپنی مخصوص سوچ، بالغ نظری اور صاف گوئی کے اعتبار سے حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کے بہت ہی مخلص اور گہرے دوست تھے۔ بہت ہی ذہین اور صائب الرائے وجود تھے۔ ماحول کو جانچنے کی اہلیت۔ اور اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل بنانے میں محترم صوفی صاحب یکتا تھے اور اس نسبت سے۔ حضرت ملک صاحب کے معتمد خاص۔ بہرحال میں ایک عرصہ تک سکول کے زمانہ میں محترم صوفی صاحب کے ساتھ رہا۔ اور ان کی قابلیت اور خداداد ذہانت کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ بہت ہی راستباز اور راست گو بزرگ تھے۔

جب آریہ لوگوں نے مارواڑ کے علاقہ میں ملکانوں کو "شدھ" کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے اس میدان میں ہندوؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے سلسلہ کی طرف سے جو وفود بھیجے گئے ان میں محترم صوفی صاحب ایک نمایاں، جاں نثار وقف زندگی نوجوان بھی شامل تھے۔

سکول میں سائنس پڑھانے پر مامور تھے۔ وقار اور جرأت و فراست کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ حساب کتاب سے خاص لگاؤ تھا۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب نے مشرقی افریقہ سے واپس آکر سکول کی ہیڈ ماسٹرشپ سنبھالی۔ تو ان کے دست راست بن گئے۔ اور حضرت شاہ صاحب کو عام انتظامات اور نگرانی کی طرف دلجمعی سے توجہ دینے کا وقت مل گیا۔ انہماک اور بے لوث جذبہ اور عقیدت سے کام کرنا اور ماتحت دوستوں سے کام لینا حضرت صوفی صاحب کی ایک خاص صفت تھی۔ میں نے تقریباً دو سال تک براہ راست ان کی ہیڈ ماسٹرشپ کے زمانہ میں۔ ان کے نمبر ۲ کے طور پر کام کیا۔ اور دیکھا کہ وہ ہر ضروری فیصلہ اور طریقہ کار از خود متعین کرتے تھے گویا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور انہیں اپنی قابلیت اور فیصلہ کی پختگی پر پورا پورا اعتبار تھا۔ رعب اور وقار کا سرچشمہ تھے۔ سلسلہ کے سچے خیرخواہ اور خادم تھے۔ ۱۹۵۶ء میں پچپن سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے آنکھوں کی بینائی متاثر ہو چکی تھی۔ اس لئے بعد میں عام طور پر گھر میں ہی آرام فرماتے تھے۔

بچوں نے بھی خوب خدمت کی۔ آخری ایام میں ربوہ میں موسم سرما گزارتے تھے اور موسم گرما لاہور میں دوسرے بیٹوں کے ساتھ۔ ذہن رسا پایا تھا۔ عابد دعا گو تہجد گزار بزرگ تھے۔

بہت ہی زیرک اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ عام واقفیت اور سیاسی اور ملکی امور پر پوری پوری دسترس حاصل تھی۔ المختصر ان میں شامل تھے۔ جو دنیاوی علوم پر بھی نگاہ رکھتے ہیں اور حالات کا مطالعہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ کے مفاد اور مقاصد کب اور کس طرح پورے ہوتے ہیں۔ ان کی رحلت سے جماعت احمدیہ کی ایک نمایاں اور مخلص کردار کی حامل ایک نیک اور صاف گو ہستی ہم سے جدا ہو گئی۔

عبدالرشید

حکیم محمد عبداللہ صاحب

ہمارے والد محترم حکیم محمد عبداللہ صاحب ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے اور مئی ۱۹۷۶ء میں ۷۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ ازراہ شفقت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ اُن سے ہمیشہ راضی رہے) نے خود پڑھائی اور موصی ہونے کی بنا پر تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ اور چار بیٹیاں اور تین بیٹے چھوڑے۔ جن میں ہماری والدہ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ احمدیت کی دوسری صدی کے پہلے روز یعنی ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء کے روز اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔ جب کہ ہمارے بڑے بھائی عبدالحمید صاحب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۸ء کو وفات پا گئے تھے۔

والد محترم نے قیام پاکستان سے بہت پہلے محکمہ تعلیم میں بطور ٹیچر اپنی عملی زندگی کا آغاز فرمایا اور ضلع گجرات کے مختلف سکولوں میں ۱۹۴۰ء تک تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اسی سال والد محترم بوڑھہ کرنانہ ضلع گجرات سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم درس گاہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے بمعہ اہل و عیال پہنچ گئے۔ سکول ہذا میں بطور مدرس والد محترم اپنی تقرری پر بے حد مسرور رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی سعادت قرار دیتے۔ اُن کی تدریس کا یہ سلسلہ قیام پاکستان تک جاری رہا۔ تقریباً ہم سب بہن بھائیوں کی ابتدائی تعلیم قادیان میں ہی شروع ہوئی۔ اور ہمیں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے مثالی طریقہ تعلیم اور نظم و ضبط پر فخر ہے۔ محترم والد صاحب نے ہماری تعلیم و تربیت میں ہمیشہ اسی تعلیمی ادارہ کے بلند معیار سے رہنمائی حاصل کی۔ اور ہمیں یسرنا القرآن سے دینی تعلیم کا آغاز فرماتے۔ اور روزانہ باقاعدگی کے ساتھ سکول جانے کی تلقین فرماتے۔ اور پھر گھر پر سکول کا کام باقاعدگی سے مکمل کرواتے۔ ہمیشہ تعلیم کی اہمیت ہمیں ذہن نشین کراتے تھے۔ اور جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ کتابوں کی حفاظت کے لئے سختی سے تلقین فرماتے۔ والد محترم کو کتابوں سے خصوصی عشق تھا۔ ہماری کتابوں کی جلد سازی خود کرتے۔ اور اُن پر سیاہی کے داغ دھبے نہ ڈالنے کی سخت ہدایت تھی۔ ہر کتاب کے باہر ایک لیبل لگا کر اُس پر نام اور کلاس رول نمبر وغیرہ خود لکھ کر دیتے۔

جسمانی صفائی کے سلسلہ میں وہ خصوصی طور پر اپنی مثال آپ تھے۔ چونکہ انہیں طب سے بھی ایک خاص لگاؤ تھا۔ لہٰذا وہ اپنے ہاتھ سے تیار کردہ سرمہ روزانہ رات کو سلائی کے ساتھ لگا کر اپنی آنکھوں میں ڈالتے۔ کھانا کھا کر وہ باقاعدگی کے ساتھ دانتوں میں خلال کرتے۔ اور ہمیں بھی آنکھوں دانتوں کی خصوصی حفاظت کی تلقین فرماتے۔ رات کو جلد سو جانے اور صبح جلد اٹھنے کی ہدایت فرماتے۔ چونکہ وہ ہمیشہ سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ لہٰذا کُلّہ اور پگڑی کی صفائی اور کلف کا خاص خیال فرماتے۔ اور ہمیشہ سادگی کا عملی نمونہ رہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور کتابوں کے ساتھ والہانہ عشق کے ساتھ انہیں علم طب سے بھی بہت لگاؤ رہا۔ اور انہوں نے اپنے تدریسی پیشہ کے ساتھ ساتھ اس علم میں بھی مہارت حاصل کی۔ ہمیشہ دیسی طریقہ علاج کو پسند کرتے۔ اپنے ہاتھ سے بازار سے خود دیسی ادویات خرید کر نسخہ جات تیار کرتے اور اس میں نہایت لگن اور جانفشانی سے مالی مشکلات کے باوجود اپنا شوق اور دلچسپی برقرار رکھتے۔ چنانچہ اپنے تیار کردہ نسخہ جات پر مخلوق خدا کی خدمت کر کے بڑی خوشی اور راحت محسوس کرتے غریبوں کا علاج مفت فرماتے تھے۔ اور صاحب حیثیت مریض بخوشی جو ادا کرتے وہ قبول کر لیتے۔

قیام پاکستان کے بعد قادیان سے آکر ہمارا گھرانہ جہلم آباد ہو گیا۔ چنانچہ یہاں پر اپنے تدریسی پیشہ سے غالباً ۱۹۵۶ء کو ریٹائر ہوئے اور اُس کے بعد کے پیشہ سے مکمل طور پر وابستہ رہ کر خلق خدا کی دعائیں حاصل کرنا ان کا شعار رہا۔ اور ساتھ ساتھ نہایت لگن کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی مقامی جماعت کے لئے اپنی خدمات بجا لا کر بے حد مسرور رہتے۔ وہ ایک عرصہ جہلم کی جماعت میں زعیم انصار اللہ اور بعد ازاں امیر جماعت مقامی کے رتبہ پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فائز رہتے ہوئے جماعت کے کاموں اور چندوں کی وصولی کے لئے کئی کئی میل پیدل چل کر خود احباب جماعت کے گھروں

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

چوروں کی چاندی

جن لوگوں کے متعلق ہم بات کرنا چاہتے ہیں وہ عرف عام میں چور نہیں کہلاتے اور جہاں تک ان کی چاندی کا تعلق ہے اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو وہ سونا ہے۔ چاندی تو ہم نے اس لئے کہا ہے کہ یہ ایک محاورہ ہے ہم ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو کسی کمپنی کی بنائی ہوئی اشیاء کی نقل اتارتے ہیں اور اسے اصلی بتا کر منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں۔ اسی لئے اصل چیز بنانے والوں کو یہ بار بار کہنا پڑتا ہے کہ ہماری مہر دیکھ لیں یا ہمارا لیبل پڑھ لیں یا ہماری پیکنگ ملاحظہ کر لیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نقل کرنے والے کوشش کرتے ہیں کہ ویسی ہی مصنوعات تیار کی جائیں اور انہیں منڈیوں میں کسی قدر کم قیمت پر پیش کر کے اپنا کاروبار چلایا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں کم از کم ۵ فی صد تجارت کا حصہ مصنوعی یا جعلی۔ غالباً جعلی بہتر لفظ ہے۔ چیزوں کے ذریعے فروخت کیا جاتا ہے اصلی چیز بنانے والوں کو مالی نقصان تو ضرور ہوتا ہے لیکن خریدار اس حد تک متاثر نہیں ہوتے کہ انہیں آنسو بہانے پڑیں اور وہ دست تاسف ملنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر اصلی گڑیا کی بجائے نقلی گڑیا بنا کر فروخت کر دی جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اصلی گڑیاں بنانے والوں کی مارکیٹ کم ہو جائے گی۔ اور خریدار کی گڑیا ۵ سال ٹھیک حالت پر رہنے کی بجائے ۲ سال ہی میں ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ جعلی چیزیں بنانا کوئی ایسی بات نہیں مطلب صرف یہ ہے کہ اصلی چیز بنانے والوں کا نقصان بھی بہت زیادہ نہیں ہوتا اور خریدار بھی کچھ نہ کچھ فائدہ تو حاصل کر ہی لیتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ گذشتہ چند سالوں سے اس جعلی کاروبار نے خاصی ترقی حاصل کی ہے۔ جعلی کاروبار کرنے والے اب صرف اپنے مال پر جعلی مہریں ہی نہیں لگاتے اور گھڑیاں یا اور اسی قسم کی چیزیں ہی نہیں بناتے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ادویہ کی دنیا میں بھی شامل کر لیا ہے۔ مثال کے طور پر وہ پنسلین بناتے ہیں۔ اور ان ادویہ میں سے جو پنسلین بنانے میں استعمال ہوتی ہیں ایک دوائی کم کر دیتے ہیں گویا کہ پنسلین بھی بن گئی اور خرچ بھی کم ہوا اور بک گئی۔ پنسلین ہی کی قیمت پر یا دمے کی دوائیں بناتے ہیں اور ان دواؤں سے بجائے مستقل فائدہ ہونے کے یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کسی وقت بھی دمے کا حملہ ہو جائے یا برتھ کنٹرول کی گولیاں تیار کرتے ہیں جو سوائے خوبصورت دکھائی دینے والی گولیوں کے اور کچھ نہیں ہوتا جیسا کہ ہم سب سمجھ سکتے ہیں۔ یہ باتیں انسانی زندگی کے لئے انتہائی خطرے کا باعث ہیں۔ جعلی گڑیا بنانے سے زندگی خطرے میں نہیں پڑتی۔ لیکن جعلی دوائیاں بنا لینے سے زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اسی طرح وہ موٹر کاروں کے سپیئر پارٹس بھی جعلی بنانے لگے ہیں۔ ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کو بھی انہوں نے نہیں چھوڑا۔ یہ جعلی سپیئر پارٹ بالکل اصلی لگتے ہیں اور ان کی قیمت بھی وہی ادا کرنی پڑتی ہے جو اصل سپیئر پارٹس کی۔ لیکن جب موٹر کار، ہوائی جہاز یا ہیلی کاپٹر کو ان سپیئر پارٹس کے ساتھ چلایا جاتا ہے تو وہ صحیح طور پر حرکت نہیں کرتے۔ حال ہی میں ایسے سپیئر پارٹس کی وجہ سے ایک خاصی تعداد میں اموات واقع ہوئی ہیں کہتے ہیں کہ ایک برطانوی لاری ڈرائیور جس کی گاڑی میں جعلی بولٹ لگے ہوئے تھے۔ اپنے سٹیئرنگ کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ گاڑی ایک درخت سے جا ٹکرائی اور وہ ختم ہوگیا۔ یہ بات بھی عجیب ہے کہ یورپ میں یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ اس طرح کے جعلی کام زیادہ تر ایشیا کے مختلف ممالک میں کئے جاتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بہت سا مال کسٹمز والے روک بھی لیتے ہیں اور اس طرح مال کو منڈی میں پہنچنے سے بچا لیتے ہیں لیکن جو لوگ جعلی اشیاء بنانے کے سلسلے میں کوشش کرتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس طرح ایک بہت چھوٹا سا حصہ روکا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں یہ اشیاء منڈیوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ اب باقاعدہ مہم کے ذریعہ یہ بات شروع کی جا رہی ہے کہ یہ اشیاء خاص طور پر ادویہ اور موٹر کاروں ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر کے پرزوں کے سلسلے میں چوروں یعنی جعلی بنانے والوں کا سراغ لگایا جائے۔ برطانوی تجارتی کنفڈریشن نے ۱۲ ماہ کے لئے یہ مہم چلانے کی خواہش کی ہے۔ وہ اس مہم کے دوران یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ کتنی نوکریوں پر اثر پڑتا ہے اور کتنا منافع کم ہو جاتا ہے۔

اس وقت ۸۰ ارب ڈالر کی جعلی اشیاء فروخت ہو رہی ہیں آج سے ۵ سال قبل یہ اشیاء صرف ۶۰ ارب ڈالر کی ہوتی تھیں۔ اس کنفڈریشن کا یہ بھی خیال ہے کہ ۱۹۹۲ء میں جبکہ یورپی ممالک کی آپس کی پابندیاں ہٹا دی جائیں گی تو جعلی مال بنانے والوں کی چاندی ہو جائے گی۔ اور ان کا خیال یہ ہے کہ ابھی سے کسٹمز کے قوانین پر غور کرنا چاہیئے اور انہیں سخت سے سخت تر بنانے کے لئے اقدام کرنے چاہئیں۔ تائیوان کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے اور اسی طرح ہانگ کانگ کا بھی یہ وہ جگہیں ہیں جہاں سے کہتے ہیں کہ جعلی مال ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے اس سلسلے میں جعلی کام کے اندازے لگانے والے بیورو نے جسے ۱۲ کمپنیوں نے قائم کیا ہے اپنے کام میں تیزی پیدا کر لی ہے۔ کہتے ہیں کہ زیادہ تر بین الاقوامی جرائم کے ذریعے یہ مال سپلائی کیا جاتا ہے اور اس کے منافع سے مافیا والے اور گندہ لٹریچر شائع کرنے والے فائدہ اٹھاتے ہیں جب اس بات پر زیادہ غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ مال صرف ایسے ملکوں میں نہیں بنتا جہاں مزدور کی اجرت کم ہے مثلاً کوریا اور تائیوان بلکہ یہ مال اٹلی یونان اور ترکی میں بھی بنتا ہے۔ مسٹر سٹیفن ایلن ELLEN جو اس تحقیقات بیورو کے چیف ہیں، کہتے ہیں کہ کسی ایک خاص چیز یا کسی خاص مارکہ کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ شاید اسی پر ہی جعلی مال تیار کیا جاتا ہے۔ ہر چیز جعلی بن سکتی ہے اور بنائی جا رہی ہے۔ گذشتہ ۵ سال سے وہ اسی کام پر متعین ہیں اور پولیس کی مدد سے انہوں نے ایسے گروہوں کا پتہ چلایا ہے جو لاکھوں پاؤنڈ کا مال دنیا کی منڈیوں میں بھیجتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے ایک ہوائی جہازوں کے سپیئر پارٹس، دوڑنے کے لئے خصوصی جوتے برتھ کنٹرول کی گولیاں۔ ٹی شرٹس وغیرہ وغیرہ کی ایک بہت بڑی کھیپ پکڑی ہے جس میں ہر چیز جعلی تھی۔ یہ ساری کی ساری چیزیں ایسی تھیں جن میں ٹریڈ مارکس بین الاقوامی تھے اور ان میں سے بعض اشیاء کی پیکنگ اصلی پیکٹس میں تھی۔

کسٹمز کے قوانین بھی جعلی کاروبار کو روکنے کے لئے خاصے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ اس جعلی کاروبار کا منبع وہ دل اور دماغ ہیں جو صحیح انسانی فطرت رکھنے کے باوجود کچھ اس طرح مسخ ہو گئے ہیں کہ انہیں اپنے کاروبار سے ہی تعلق ہے۔ اخلاقیات ان کے پاس سے بھی نہیں گذرے۔ لوگوں کی زندگی کا انہیں کچھ پاس نہیں ہے۔ کوئی موٹر سپیئر پارٹس کی وجہ سے سڑک پر لوٹ کر جانوں کا نقصان کرتی ہے تو انہیں کیا۔ انہیں تو اپنی چاندی سے غرض ہے اور ان کی یہ چاندی سونے سے کم نہیں۔ یہ ہیں وہ چور جو ساری دنیا کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مالی بھی اور جانی بھی اور اسی نقصان سے ان چوروں کی چاندی بنتی ہے۔ جب تک ان لوگوں کے دل و دماغ پر یہ بات مسلط نہ ہو جائے کہ ان کا حساب لینے والا موجود ہے اور وہ انہیں اس دنیا میں یا اُس دنیا میں حساب لئے بغیر نہ چھوڑے گا یہ جعلی کاروبار بند نہیں ہو سکتا۔ اس کا سب سے بڑا حل سچا مذہب اور سچے مذہب پر خلوصِ دل سے عمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا کا امن و امان اسی بات پر منحصر ہے کہ لوگ اپنے خالقِ حقیقی کو جانیں اور پہچانیں اور اس کے احکام کی تعمیل میں خود بھی بہتر زندگی بسر کریں اور دوسروں کو بھی بہتر زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا کریں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بجھنا نہ کبھی چاند ستارو مرے پیارو
اس رات کی ظلمت کو سہارو مرے پیارو

حالات کڑے ہیں تو اتارو لہو صدقہ
جینا ہے تو جاں نذر گزارو مرے پیارو

جب عشق کیا ہے تو بڑے حوصلے رکھنا
دل ہارو تو ہمت نہیں ہارو مرے پیارو

زنداں کے اندھیروں میں کہاں آئے گا کوئی
بہتر ہے کہ خود کو ہی پکارو مرے پیارو

یہ نیند نہیں دوستو کچھ اور ہی شے ہے
پلکیں نہ پسارو مرے پیارو مرے پیارو

خورشید ہے اس رات کی دیوار کے پیچھے
یہ آخرِ شب ہے جو گزارو مرے پیارو

باقی ہے ابھی رات عدو گھات میں اکبر
جاگو مرے پیارو۔ مرے پیارو مرے پیارو

اکبر حمیدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راشد جاوید

سرین ویلی کی ہائیکنگ

ربوہ میں گرمی اپنے عروج پر تھی، یہاں کے خشک اور سبزے سے عاری پہاڑ بھٹی کی طرح دہک رہے تھے، رنگ برنگے پھول و پودے تو الگ انسان بھی شدتِ گرمی سے کملا گئے تھے، ہر چیز گرمی سے بے چین تھی، انہیں مئی جون کے گرم دنوں میں ہمارا کلب گرمی سے بے پرواہ سرسبز پہاڑوں کے حسین سپنے دیکھتا ہوا ہائیکنگ کی تیاریوں میں مشغول تھا۔ اس دفعہ ہمارا ارادہ سیرن ویلی میں ہائیکنگ کرنے کا تھا۔ اس جنت ارضی کے دیدار کے لئے دن گننے شروع کئے، خدا خدا کر کے تیاری مکمل ہوئی اور ہم ۳۰ مئی بروز بدھ شام خوشی خوشی چناب ایکسپریس پر سوار ہوئے اور مختلف مناظر پیچھے چھوڑتے منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ اگلے دن صبح پانچ بجے ہم راولپنڈی اسٹیشن پر اتر رہے تھے ناشتہ سے فارغ ہو کر مانسہرہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ وہاں سے ہمارا ارادہ ڈاڈر جانے کا تھا، ڈاڈر مانسہرہ سے ۲۹ کلومیٹر دور ایک خوبصورت جگہ ہے۔ یہاں پر ٹی بی سینیٹوریم بھی ہے۔ ڈاڈر پہنچنا ہی تھا کہ ہمارے کملائے چہرے کھل اٹھے، کیونکہ یہاں گرمی نہیں۔ ڈاڈر کے درمیان سے دریا بھی گزرتا ہے جس کا پانی انتہائی شفاف اور ٹھنڈا ہے۔ یہاں پر ہمارا قیام پرائمری سکول میں ہوا۔ پرائمری سکول کا عملہ وہاں کے مقامی لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو بہت مخلص اور مہمان نواز ہیں۔ شام تک ہم نے ڈاڈر کی خوب سیر کی، یہاں پر دو معمولی سے ہوٹل اور کچھ دکانیں ہیں۔ جہاں ضرورت کی ہر چیز میسر ہے۔

اگلے روز یعنی یکم جون ہمارا ہائیکنگ کا پروگرام شروع ہونا تھا، اور ہم نے ڈاڈر سے پیدل کنڈ بنگلہ پہنچنا تھا۔ درختوں سے گھرا ہوا یہ بنگلہ ڈاڈر سے نظر آجاتا ہے لیکن جب اس کی طرف روانہ ہوں تو یہ دور ہی دور چلا جاتا ہے۔ تقریباً ۱۸ کلومیٹر فاصلہ کی چڑھائی انتہائی خطرناک ہے۔ ڈاڈر چار ہزار فٹ کی اونچائی پر واقع ہے اور کنڈ کی بلندی آٹھ ہزار دو سو فٹ ہے یعنی ۴ ہزار فٹ کی بلندی ہم نے محض ۱۸ کلومیٹر کے دوران طے کرنی تھی۔ اور وہ بھی پیدل۔ کنڈ سے سیرن کی خوبصورت وادی شروع ہو جاتی ہے

اگلے دن صبح پانچ بجے ہم نے اپنا اپنا سامان اٹھایا ہائیکنگ اسٹکس ہاتھوں میں لیں اور بڑے اطمینان سے روانہ ہوئے ہر فرد کے پاس پندرہ، بیس کلو تک وزن تھا، جب چڑھائی شروع ہوئی تو ربوہ کی نیم ہموار سڑکیں بڑی حسرت کے ساتھ یاد آنے لگیں، راستے کی ہمیں صحیح سمجھ نہ آئی۔ کیونکہ جو نشانیاں ہمیں بتائی گئی تھیں ان میں سے ایک بھی موجود نہ تھی، کیونکہ پہاڑ پر تو پگڈنڈیوں کا جال بچھا ہوا تھا بالآخر ہمیں وہاں ایک مقامی آدمی مل گیا، اس نے کہا کہ میرے پیچھے آؤ، ان اونچے نیچے راستوں پر وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے اقصیٰ روڈ کی سیر کر رہا ہو۔ مسلسل جان لیوا چڑھائی کی وجہ سے ہماری سانسیں پھولنا شروع ہو گئیں۔ وقت بچانے کی خاطر اس نے لمبا راستہ چھوڑ کر شارٹ کٹ کا رُخ کیا، یہ مختصر راستہ نسبتاً زیادہ خطرناک تھا جسے دیکھ کر ہمیں اپنا آخری وقت یاد آنے لگا۔ یہ پتلی سی پگڈنڈی تھی جس پر بے شمار پتھر تھے، جو ہر وقت اپنی جگہ چھوڑنے کے لئے تیار رہتے تھے، کسی وقت بھی بے احتیاطی کی وجہ سے ہم ہزاروں فٹ کی گہرائی میں لڑھک سکتے تھے، اُس وقت کو بہت کوسا جب شارٹ کٹ کے لالچ میں اس راستہ پر قدم رکھا تھا۔ مگر اب کیا کر سکتے تھے خیر ہم خدا کو یاد کرتے پھولتی ہوئی سانسوں سے اس خطرناک راستہ پر چلتے چلے گئے یہ محاورہ کہ بلندی پر خدا بھی نزدیک ہو جاتا ہے اور انسان اس کو خوب یاد آتا ہے، بالکل سچا ہوتا دکھائی دیا، چلتے چلتے ہم ان راستوں سے مانوس ہو گئے اور ہم کر بھی کیا سکتے تھے، ان پُرخطر راستوں پر بے خطر چلتے ابھی صرف ۴ گھنٹوں کا وقت ہی گزرا تھا کہ کنڈ بنگلہ آگیا، یہ جان کر ہم بڑے حیران ہوئے کہ سات گھنٹوں کا راستہ ۴ گھنٹوں میں طے ہوا، پھر اس اجنبی کیلئے دُعائیں نکلیں، جس نے ہمیں شارٹ کٹ مہیا کیا، کنڈ بنگلہ وسیع و عریض جنگل میں گھرا ہوا ہے۔ یہ انتہائی خوبصورت جگہ ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ بنگلہ کے سامنے گھاس کا مخملی فرش بچھا ہوا ہے جو بنگلہ کے حسن کو مزید چار چاند لگاتا ہے۔ یہاں ہمیں کافی سردی محسوس ہوئی، کھانا ہم نے خود پکایا اور مجبوراً خود ہی کھایا۔ کیونکہ ہمارے ہاتھ کا پکا ہوا کوئی اور نہیں کھا سکتا، رہائش کے لئے چوکیدار نے اچھی جگہ مہیا کر دی،

کنڈ میں جرمنی سے فارسٹ ٹیمیں بھی آتی ہیں جو کہ جنگلات پر تحقیق کرتی ہیں۔ کنڈ بنگلہ پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو ماکڑا کا پہاڑ اور موسیٰ کا مصلیٰ نظر آتا ہے۔ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جب سورج اپنی سیمابی کرنیں بکھیرتا ہے تو چاندی کی مانند چمکتی ہوئی برف اور گھنے جنگلوں میں گھرے ہوئے پہاڑ دلکش نظارہ پیش کر کے دل کو موہ لیتے ہیں اور انسان یہیں کا ہو رہنے کی خواہش بڑی شدت سے محسوس کرتا ہے۔ کنڈ سے رات کا نظارہ بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ چاندنی راتوں میں تو اس کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ ہر چیز پر جب چاندنی کی تہیں چڑھتی ہیں تو فضا میں عجیب سا سحر پیدا ہو جاتا ہے۔ دور بالاکوٹ کے تاریخی شہر کی بتیاں بھی جگمگاتی نظر آتی ہیں۔ پیدل چڑھائی چڑھنے کے بعد رات کو نیند بھی خوب آتی ہے اور انسان گھوڑے بیچ کر سوتا ہے۔

اگلے دن ہمارا پروگرام 'ندی' پہنچنے کا تھا، کنڈ سے ندی کا فاصلہ ۲۰ کلومیٹر ہے۔ راستہ انتہائی خوبصورت ہے جو مسلسل بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ شدل گلی تک کا راستہ سڑک نما ہے۔ جو درختوں سے مکمل ڈھکا ہوا ہے۔ راستہ میں ایک خوبصورت جگہ شہید پانی کا بنگلہ آتی ہے۔ شدل گلی تک کا راستہ ہم نے ۴ گھنٹے میں طے کر لیا۔ آگے ایک سڑک نیچے کی طرف ندی تک جاتی ہے مگر کچھ فاصلہ پر جا کر سڑک غائب ہوگئی، پتہ چلا کہ کچھ حصہ بہہ گیا ہے۔ کچھ فاصلہ تو دریافت کرتے اور گھسٹ گھسٹ کر اندازاً طے کیا آگے پہنچے تو سڑک کا نام و نشان پھر غائب ہو گیا، پتہ نہیں سڑک بہہ گئی تھی یا ہم راستہ بھول گئے تھے۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر ایک طرف چل دیئے، چلتے چلتے گھاس کے ایک وسیع و عریض میدان میں پہنچے وہاں پٹھانوں نے اپنے ریوڑ سمیت ڈیرہ لگایا ہوا تھا، ان سے ندی بنگلہ کا راستہ پوچھا مگر کسی کو پتہ نہیں تھا، ۵ گھنٹے مسلسل سفر کرتے آرہے تھے، پانی ختم ہو چکا تھا، اور ناشتہ بھی انگریزوں والا ہی کیا تھا، راستہ میں بھی گلوکوز اور چنے کھا کر گزارہ کیا تھا، اب ہمارے ور گھڑیوں کے اکٹھے بارہ بج رہے تھے۔ کچھ آگے چلے تو دیکھا کہ ہزاروں فٹ گہری کھائی ہے۔ جس کے کنارے پر ہم کھڑے تھے، یہ کھائی گھنے جنگل سے پُر تھی، اور دریا اس کے درمیان میں ہمیں کسی مکان کی چھت کا گمان ہوا، لیکن سوال تو یہ کہ نیچے کس راستہ سے اترا جائے وہاں کھڑے ہم کافی دیر تک سوچتے رہے۔ ایسی آواز آرہی تھی۔ جیسے کوئی تیز رفتار دریا بہہ رہا ہو مگر بعد میں معلوم ہوا یہ ہوا سے اٹکھیلیاں کرتے پتوں کی آوازیں تھیں۔ آسمان کی طرف نگاہ کی تو بادلوں کو مختلف ٹکڑوں کی صورت میں سورج سے اٹکھیلیاں کرتے دیکھا، بادلوں کے یہ آوارہ ٹکڑے بھی اس علاقے میں گھٹا بن کر برس سکتے تھے،

ہم بھوک پیاس سے بے سروسامانی کی حالت میں اپنی منزل سے تقریباً ۱۰۰۰ فٹ دور بلندی پر تھے، نیچے اترنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا، دو لڑکوں کو راستہ تلاش کرنے کے لئے بھجوایا مگر ناکام لوٹے کہ سامان کے ساتھ اترنا ناممکن ہے اب بھوک پیاس کے ساتھ پریشانی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ شوخ و چنچل چہروں پر سنجیدگی کے دبیز پردے آگئے تھے۔ وقت لمحہ بہ لمحہ گزرتا جا رہا تھا، خدا کے سوا اور کوئی سہارا نہ تھا، یکا یک یہ تدبیر ذہن میں آئی کہ امیر صاحب قافلہ اور خاکسار کسی دوسری طرف سے اترنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر راستہ مل گیا تو تین وسلیں بجا دیں گے۔ تب سب دوست اسی راستے سے اتر آئیں گے۔ غرض ہم نے راستہ ڈھونڈا اور نیچے اترنے لگے، پانچ منٹ بعد ہم وسل بجا کر اپنی خیریت کی اطلاع دیتے جس کے جواب میں بھی وسل سنائی دیتی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بھی خیریت سے تھے، جنگل انتہائی خوفناک اور گہرائی بہت خطرناک تھی، پاؤں کی معمولی سی لغزش ہزاروں فٹ نیچے گرا سکتی تھی، چہروں پر ہوائیاں اور پیاس کی وجہ سے لبوں پر پیپڑیاں جم رہی تھیں، تر کرنے کے لئے بار بار ہونٹوں پر زبان پھیرتے، انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی تھیں اور ٹانگیں جواب دے رہی تھیں پاؤں تھا کہ پھسلتا جا رہا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ ہر بار مدد کرتا، جنگلی جانوروں کا بھی ہر آن خطرہ تھا، ہم دونوں اسی بے بسی کے عالم میں نیچے اتر رہے تھے کہ اچانک پانی کا ایک چشمہ نظر آیا، خوب سیر ہو کر پانی پیا اور بوتلوں میں محفوظ کر لیا، ذرا آرام کے بعد سفر پھر شروع کیا، ایک گھنٹہ کے بعد اچانک ایک آدمی نظر آگیا، اس سنسان جنگل میں ہمیں یوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ رہا تھا جیسے ہم کسی اور سیارے کی مخلوق ہوں، ہماری حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی، جب اُسے داستان غم و مسرت سنائی تو اس نے دل کھول کر داد دی، اس نے کہا کہ اب تو آپ پہنچ ہی چکے ہیں یہاں سے تھوڑی دور بنگلہ ہے۔

پھر ہم نے خدا کا نام لے کر تین وسلیں بجائیں اور اوپر سے جواب موصول ہو گیا، ہم دونوں میں سے ایک سامان کے پاس بیٹھا اور دوسرا اوپر گیا تاکہ سلسل وسلوں کے ذریعے ان کی سمت کا تعین کیا جاسکے۔ بالآخر ہم ۱۲ بجے کے بھولے ہوئے ۴ بجے ندی بنگلہ پہنچ گئے جب ہم نے بنگلہ والوں کو بتایا تو انہوں نے ہمیں بہت داد دی اور کہا پنجابی بڑے جفاکش ہوتے ہیں۔ اس کی ان باتوں سے ہماری آدھی تھکن دور ہو گئی۔

ندی کا بنگلہ انتہائی خوبصورت اور جنگل کے وسط میں واقع ہے۔ جنگل اتنا گھنا ہے کہ سورج کی شعاعیں زمین تک نہیں پہنچتی، یہ ۸۰۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے جس کے دامن میں شور مچاتا دریا بہہ رہا ہے۔ گھاس کا میدان دور تک پھیلا ہوا ہے۔ بعض درخت مینار پاکستان سے بھی بلند ہیں جو کہ قدرت کا ایک شاہکار ہیں۔ ندی بنگلہ ۱۹۳۰ء میں بنایا گیا۔ جسے دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی فرنگیوں کو داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ منظر اتنا دلفریب و دلکش ہے کہ اس کے سامنے سوئٹزرلینڈ کے سبزہ زار بھی ہیچ ہیں۔ کیونکہ ان کے دربار سنگھار میں بہرحال انسانی ہاتھ کا کچھ نہ کچھ دخل ہے۔ مگر ندی میں چونکہ ابھی کثرت سے سیاحوں کی آمد شروع نہیں ہوئی اس لئے اس کا حسن بالکل قدرتی اور دل کو موہ لینے والا ہے۔ ہم بے انتہا تھکے ہوئے تھے مگر ندی کو دیکھ کر بے اختیار خدا تعالیٰ کی حمد کرنے لگے کہ خدا نے ہمارے پاکستان کو کتنے خوبصورت اور حسین علاقوں سے نوازا ہے۔ گھومنے اور پھرنے کے بعد نمازیں ادا کیں، کھانا کھایا اور ابھی لیٹے ہی تھے کہ نیند کی حسین وادیوں میں کھو گئے۔

صبح پانچ بجے پھر روانگی تھی، اچھی طرح راستہ سمجھ کر اور خدا کا نام لے کر روانہ ہوئے۔ اب ہماری منزل وادیٔ سیرن کا حسن شٹراں کی وادی تھی، جس کی خوبصورتی کو جنت ارضی کا نام دیا گیا ہے ہم ندی سے روانہ ہوئے۔ چھوٹی سی پگڈنڈی ہونے کی وجہ سے یہ راستہ بھی بہت خطرناک تھا، راستے میں درختوں کے زرد پتے گرے ہوئے تھے جس سے پاؤں پھسلتا تھا، ہم نے تنگ گلی سے ہوتے ہوئے شٹراں جانا تھا، اکثر راستہ دریا کے ساتھ ساتھ ہے اس لئے تھکن کا احساس کم ہوتا ہے۔ تقریباً ۴ گھنٹے کے بعد ہم ایسی جگہ جہاں سے تنگ گلی تک ایک شارٹ کٹ جاتا تھا، ہم معصوم لوگ پھر مقامی لوگوں کی باتوں میں آگئے اور شارٹ کٹ اختیار کر لیا۔ ہمارے ساتھ ایک مقامی آدمی بھی تھا، یہ راستہ بھی ہمارے لئے وبالِ جان بن گیا، بالکل سیدھا اور اونچا راستہ جاتا ہے، ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا، ہر پانچ منٹ کے بعد رُکنا پڑتا، تقریباً ایک گھنٹہ تک چلتے رہنے کے بعد گائیڈ نے اعلان کیا، اب ہم تنگ گلی پہنچنے والے ہیں، اُس وقت ہماری حالت تھکن کی وجہ سے یہ تھی کہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ روئیں یا منزل پر پہنچنے کا جشن منائیں، تنگ گلی ایک گھنٹہ آرام کے بعد شٹراں روانہ ہوئے، شام تین بجے ہم ایک خوبصورت وادی میں پہنچ چکے تھے، گھنے درختوں سے پُر فلک شگاف پہاڑوں سے گھری یہ خوبصورت وادی شٹراں کی وادی تھی، جو ندی سے ۲۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس وقت آسمان پر گھنے بادلوں کا ڈیرہ تھا، ان کا موڈ بھی کچھ اچھا نہیں تھا۔ اس لئے رہائش کے انتظام میں مصروف ہو گئے، بعض مجبوریوں کی بنا پر اس بار خیمہ ساتھ نہ لے جا سکے، اُس دن وہاں ایک صوبائی وزیر اور دوسرے افسران آرہے تھے لہٰذا ریسٹ ہاؤس اور یوتھ ہوسٹل کے چوکیدار نے ہمیں رہائش دینے سے صاف انکار کر دیا۔ سردی لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی، وہاں سے کسی بھی آبادی تک پہنچنے کے لئے ۴ گھنٹے مزید درکار تھے، بادلوں کی وجہ سے شام کچھ پہلے ہی اپنے پر پھیلا رہی تھی، اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف چمکتی ہوئی جیپیں چلی آرہی ہیں یہ صوبائی وزیر اور دوسرے افسران تھے اب تو امیدوں پر بالکل پانی پھر گیا، پھر خیال آیا کہ یہ وزیر بھی تو آخر انسان ہے کیوں نہ اس سے بات کی جائے، بالآخر ہم دُعا کر کے وزیر موصوف کے پاس گئے اور اپنا ماجرا سنایا، انہوں نے فوراً یوتھ ہوسٹل والوں کو حکم دیا کہ انہیں ٹھہرایا جائے، اُس نے کہا کہ ان کے پاس کارڈ نہیں، انہوں نے کہا کہ ان کے کارڈ میں خود ہوں۔ جاؤ ان کو ٹھہراؤ، اس طرح خدا تعالیٰ نے ہماری رہائش کا بندوبست کر دیا ہم شٹراں کی خوبصورت وادی میں دو راتیں ٹھہرے اور ارد گرد کے علاقوں کی سیر کی۔ ارد گرد بہت سے ڈنے ہیں، ڈنہ وہاں کی زبان میں چراگاہ کو کہا جاتا ہے وہاں دو مشہور ڈنے ہیں۔ ایک مہانشی ڈنہ اور دوسرا درشی ڈنہ، مہانشی ڈنہ کے اوپر سے وادیٔ شٹراں کا نظارہ بہت دلفریب ہے۔ دو دن کے بعد واپس روانہ ہوئے۔ واپسی کا راستہ بذریعہ بس طے ہوا۔ شٹراں سے پارس اور وہاں سے براستہ مانسہرہ راولپنڈی پہنچے، پنڈی اسٹیشن پر چناب ایکسپریس شائد ہمارا ہی انتظار کر رہی تھی خیر اس پر سوار ہو کر بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔

اس سفر کے دوران خدا تعالیٰ نے ہماری ہر آن مدد کی، جتنا بھی شکر کریں کم ہے اور ساتھ ساتھ ہم ان احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے ہائیکنگ کے لئے ہماری مدد کی، ان میں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جو کہ ہمارے کلب کے صدر ہیں، نیز چوہدری محمد علی صاحب ایم اے صدر ہائیکنگ (مجلس صحت) مکرم میجر (ریٹائرڈ) عبدالقادر صاحب، مکرم میجر شاہد احمد صاحب سعدی سیکرٹری مجلس صحت اور مکرم سید طاہر احمد صاحب جنہوں نے ہائیکنگ کی تیاری میں ہماری مدد کی اور قیمتی مشوروں سے نوازا، خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

اخبارات میں سے

طاہر القادری پر قاتلانہ حملے کے سلسلے میں
خصوصی ٹریبونل کی رپورٹ

لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس اختر حسن نے جنہیں علامہ پروفیسر طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ کے سلسلے میں خصوصی ٹریبونل کا جج مقرر کیا گیا تھا۔ اس معاملے کی سماعت کے بعد اپنی پندرہ صفحات پر مبنی تفصیلی رپورٹ میں اس واقعہ کو صریحاً جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ مسٹر قادری پر کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ اور اس ضمن میں مقامی انتظامیہ نے نہ تو کوئی تساہل برتا ہے اور نہ ہی مسٹر قادری کی شکایت پر ان سے عدم تعاون کیا ہے۔ سرکاری طور پر جاری ہونے والے ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس واقعہ میں ان کا کوئی پڑوسی یا ارد گرد کا رہائشی ملوث نہیں اور مسٹر قادری کو اس سلسلے میں نہ تو کوئی جانی نقصان پہنچا ہے اور نہ مالی۔ رپورٹ میں مسٹر قادری کے اس رویہ کو سخت الفاظ میں لکھا گیا ہے جس میں انہوں نے احسان ناشناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک فیض الحسن اور میاں محمد شریف جیسے مخیر، خدا ترس، دین دار اور دکھی انسانیت کی خدمت کرنے والوں پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے۔ رپورٹ میں مسٹر قادری کے عدالت سے برتاؤ' بائیکاٹ پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ٹریبونل کو توہین عدالت کا اختیار حاصل ہوتا تو عدالت اس ضمن میں ضروری کارروائی کرنے پر صریحاً حق بجانب ہوتی۔ تفصیلی رپورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور گواہ ملک فیض الحسن کی طرف سے اٹھائے گئے بعض نکات میں کہا گیا ہے کہ مسٹر قادری ایک ایسا شخص ہے جسے حالات و واقعات کی روشنی میں با آسانی جھوٹا' دغاباز' فریبی، قدر ناشناس' احسان فراموش، لالچی، تشہیر کا بھوکا' منافق' قرآن کریم کی غلط تفسیر کرنے والا اور سنکی قرار دیا جا سکتا ہے۔

رپورٹ میں ملک فیض الحسن کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ جس میں انہوں نے کہا کہ اس شخص نے میاں شریف جیسے مخیر اور دیندار شخص سے بھی غداری کی حالانکہ میاں محمد شریف نے ایک خطیر رقم پروفیسر قادری کو برطانیہ میں علاج کے لئے دی اور دیگر متعدد معاملات مثلاً سیمنٹ ایجنسی دینے، سیمنٹ خریدنے اور ۱۸۰ کنال کا پلاٹ اپنے ادارے کے لئے دینے کے لئے سرمایہ فراہم کیا۔۔۔۔ ایک گواہ کے حوالے سے رپورٹ میں اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ مسٹر قادری دن کو خواب دیکھنے والا ایک ایسا شخص ہے جس کے جھوٹ کی کوئی انتہا نہیں۔ اس نے بارہا اپنے مداحین میں بیٹھ کر یہ کہا کہ اسے حضرت رسول اکرمؐ خواب میں نظر آئے اور ایک دفعہ خوش ہو کر آنحضورؐ نے مسٹر قادری سے کہا کہ ان کی عمر ۲۳ سال سے ۶۶ سال کر دی گئی ہے جبکہ مسٹر قادری نے اپنے بیان میں کہا کہ ان کی منت سماجت سے ان کی عمر ۶۳ سال کر دی گئی تاکہ وہ آنحضورؐ کی عمر سے زیادہ نہ جی پائیں۔ اس نکتہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک نیم پاگل یا ذہنی طور پر بیمار شخص اور مسٹر قادری میں کوئی فرق نہیں۔

گواہ نے متعدد ایسے ہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کے فائرنگ کے واقعہ کو بھی ایک جھوٹے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہوں کے بیانات کی روشنی میں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر قادری کو ایک جھوٹا شخص قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ اس شخص کے جھوٹ کی انتہا یہ ہے کہ اس نے اپنے عدالتی بیان میں اپنے ادارے کے طلبہ کی تعداد دو ہزار بتائی جبکہ حقیقت میں یہ تعداد سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی طرح جمعہ کی نماز کے ایک خطبے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس شخص نے پینتالیس منٹ تک اس خطبہ میں محض اس لئے تاخیر کی کہ وہ اس وقت کے صدر کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ اور جب اس بات پر آئندہ جمعہ لوگوں نے اعتراض کیا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ جھوٹ بول دیا کہ نہیں اس خطبہ میں ناگزیر وجوہات کی بناء پر تاخیر ہو گئی تھی ...... رپورٹ میں متعدد فنی نکات کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے کہ ان نکات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ فائرنگ کا یہ واقعہ جھوٹا ہے اور سرے سے ہی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہی نہیں نہ اس معاملے میں مقامی انتظامیہ اور پولیس نے کوئی تساہل برتا نہ ہی کسی ٹیڈی کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی پروفیسر قادری کو کوئی نقصان پہنچا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۸)

بقیہ: صٓ۳ سے آگے

تک پہنچتے۔ اور اپنی بے حد حلیمی اور انکساری سے سب کا دل موہ لیتے اور خاص طور پر جو احباب چندوں وغیرہ کی ادائیگی میں سستی کا مظاہرہ کرتے ان سے وصولی کا کام اپنی حکمت عملی اور دینی خدمت کے جذبہ سے سرشار ایسے طریق سے انجام دیتے کہ چندہ ادا کرنے والا عام چندہ باقاعدگی سے ادا کرنے کے علاوہ اکثر مزید جماعتی کاموں کے لئے عطیہ ادا خود بخود کر دیتا۔

اباجی موصوف مہمان نواز تھے بے تکلفی کے ساتھ مہمان کی تواضع فرماتے اور گھر میں جو میسر ہوتا نہایت سادگی اور وقار کے ساتھ یہ خدمت انجام دیتے اور ہمیں بھی تلقین فرماتے۔ احباب جماعت اور دیگر مہمانوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے تھے اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی نہایت حسن اخلاق سے پیش آتے۔ چھوٹے بڑوں سب کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے اور کئی احباب رشتہ دار اباجی سے اپنے اپنے مسائل کے لئے مشورہ طلب کرتے اور ان سے دعاؤں کی بھی درخواست فرماتے تھے اور وہ نہایت شفقت سے اور مسکراتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور اور ان سب کو دعاؤں میں ضرور یاد فرماتے رہے ہے۔ ہم بچوں کو ہمیشہ نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ دعاؤں کا سہارا لیتے رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اباجی نے اپنی زندگی نہایت سادگی سے گذاری اور اپنے قول و فعل سے ہم سب کی تعلیم و تربیت بھی نہایت سادگی سے اور حکمت سے فرماتے۔ اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کی عملی تصویر تھے۔

احباب کرام کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے کہ وہ ہم سب بہن بھائیوں کو اور عزیزان کو اباجی کے نقش قدم پر چلنے کی حتی المقدور توفیق بخشتا رہے۔

وصایا

ضروری نوٹ :۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۶۷۵ :۔ میں مبارک علی ولد چوہدری متاب دین صاحب قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۴۶ء ساکن 433 ج ب دھرو کے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۵/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین ۶ ۳/۴ ایکڑ واقع چک 433 ج ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ مالیتی -/۳,۳۷,۵۰۰ روپے (۲) زرعی زمین ۱۳ ۱/۲ ایکڑ واقع چک نمبر ۱۹۰ ضلع بہاولپور مالیتی -/۵,۴۰,۰۰۰ روپے (۳) سکنی مکان واقع چک 433 ج ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بر قبہ ۱۵ مرلہ مالیتی -/۳۰,۰۰۰ روپے کل جائیداد نو لاکھ سات ہزار پانچ سو روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۷,۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبارک علی ولد چوہدری متاب دین چک نمبر 433 ج ب دھرو کے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ گواہ شد نمبر ۱۔ مبشر احمد طاہر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۲,۸۴۳ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالقادر امیر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

مسل ۲۷۶۷۶ میں امۃ الحفیظ بنت سید سخاوت شاہ صاحب قوم سید۔ پیشہ طالب علم۔ عمر ۲۰ سال۔ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن R - 822/8 عزیز آباد کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۹۰ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ زیورات طلائی ۶۷ گرام مالیتی -/۱۹,۴۳۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ:۔ امۃ الحفیظ بنت سید سخاوت شاہ R - 822/8 عزیز آباد کراچی۔ گواہ شد ۱/ صغیر احمد چیمہ صدر موصیاں کراچی۔ گواہ شد ۲/ سید سخاوت شاہ وصیت ۱۵۸۷۲/

مسل ۲۷۶۷۷ میں طارق عطاء اللہ ولد چوہدری عطاء اللہ صاحب قوم آرائیں۔ پیشہ کاروبار۔ عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن P.E.C.H.S. کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ جون ۱۹۹۰ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ دو دکانیں مع سامان مالیتی -/۹,۰۰,۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۲,۸۰۰ روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ طارق عطاء اللہ ولد چوہدری عطاء اللہ صاحب P.E.C.H.S. KAP ۴۳/۴/P BLOCK 6 کراچی۔ گواہ شد ۱/ ملک مبشر احمد وصیت ۲۲۱۹۰/ ۔ گواہ شد ۲/:۔ ملک بشیر احمد وصیت ۱۱۲۶۲/ ۔

مسل ۲۷۶۷۸ میں شعیب احمد ہاشمی ولد محمد شفیع ہاشمی قوم قریشی ہاشمی پیشہ ملازمت۔ عمر ۳۲ سال۔ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲,۴۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد:۔ شعیب احمد ہاشمی A/7-28-H ملیر توسیعی کالونی کراچی ۳۷/ گواہ شد ۱/:۔ اشفاق حسین وصیت ۲۶۰۸۶/ ۔ گواہ شد ۲/:۔ امتیاز حسین وصیت ۲۵۶۴۶/ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔
ہر دو مقدس آئمہ کی صحت کی رپورٹ ہر روز آپ کے ذریعے موصول ہوتی تھی سال ہا سال یہ سلسلہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے صاحبزادہ صاحب موصوف کو جو حضرت بانیٔ سلسلہ کے پوتے اور حضرت فضل عمرؓ کے صاحبزادے تھے۔ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آپ کے ساتھ خصوصی محبت کا سلوک کرے اور آپ کے درجات قرب کو ہر لمحہ و ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔

انجمن نابینا ضلع جھنگ کا اجلاس

انجمن نابینا ضلع جھنگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ۱۶ افراد پر مشتمل ربوہ سے ایک وفد جھنگ گیا۔ وہاں انجمن کی سالِ گذشتہ کی کارروائی سنائی گئی اور آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا گیا۔ آئندہ دو سال کے لئے انتخاب عہدیداران عمل میں لایا گیا۔ ہماری مجلس کے ایک رکن مکرم محمود احمد ناصر صاحب کو متفقہ طور پر مجلس عاملہ کا ممبر بنایا گیا۔ آخر میں کھانا پیش کیا گیا۔ ۵ بجے شام بذریعہ سپیشل ویگن وفد بخیر و عافیت ربوہ واپس پہنچ گیا۔

(صدر مجلس نابینا ربوہ)

"حقیقی رفعتیں عجز سے حاصل ہوتی ہیں۔"
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

انصار اللہ پاکستان

قیادت تعلیم انصار اللہ پاکستان اس وقت تین مجموعی امتحان ــ مارچ، جون اور ستمبر میں منعقد کرتی ہے۔ اب ایک نیا امتحان۔

= امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم =

کے نام سے دسمبر ۱۹۹۰ء سے نافذ العمل ہوگا اس امتحان کا نصاب مندرجہ ذیل تین کتابوں پر مشتمل ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم کی منتخب آیات۔
۲۔ منتخب احادیث۔
۳۔ منتخب تحریرات حضرت بانی سلسلہ۔

زعماء کرام اپنی ضرورت کے مطابق اپنے آرڈر سے دفتر ہذا کو آگاہ کر دیں۔ تاکہ متعلقہ کتب بروقت مہیا کی جا سکیں اور سب انصار اس امتحان کی تیاری میں لگ جائیں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

چار سال سے آپکی خدمت میں پیش پیش

النور کوچنگ سنٹر

مڈل میٹرک (سائنس و آرٹس) ایف۔ اے، ایف۔ ایس سی کے امتحانات کی تیاری کے لئے

۱۔ انفرادی توجہ، ۲۔ سپیشل کوچنگ، ۳۔ یقینی کامیابی

طلباء و طالبات کیلئے علیحدہ علیحدہ اوقات کار طالبات کیلئے لیڈی ٹیچر (لیکچرار) کا انتظام ہے۔

برائے رابطہ
دفتر النور کوچنگ سنٹر (الفیض فلیٹس)
دوسری منزل ۴ تا ۷ بجے شام
دیگر اوقات میں رابطہ کیلئے
مکان نمبر ۱۴/۷ دار الصدر غربی حلقہ لطیف (ربوہ)

خبریں

ملکی خبریں

○ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے گورنر آئی اے حنفی کے بیٹے حامد حنفی کو اس وقت اغوا کر لیا گیا۔ جبکہ وہ اپنے والد آئی اے حنفی کے ہمراہ اپنی رہائش گاہ واقع ناظم آباد کراچی سے دفتر کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

○ پشاور ہائی کورٹ کا فل بنچ سرحد اسمبلی توڑنے کے خلاف رٹ کی سماعت کرے گا۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے افتخار گیلانی، قاضی محمد انور اور بیرسٹر افتخار دلائل دیں گے۔

○ پاکستان میں پھیلنے والی افواہوں سے صحافی بھی چکرا گئے ہیں۔ بی بی سی کے مطابق صدر غلام اسحاق نے کہا ہے کہ اگلے ماہ عام انتخابات مقررہ وقت پر ہوں گے لیکن اس کے باوجود عام انتخابات کے بارے میں شبہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک ترجمان نے سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ جام صادق علی کی ایف آئی اے کے سربراہ کے ساتھ ملاقات کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جام صادق علی اپنے خلاف دائر مقدمات کو واپس کرواتے گئے تھے ترجمان نے جام صادق علی کے دوبئی کی ایک کمپنی کے ساتھ معاہدے کی تحقیقات کا بھی مطالبہ کیا جو سابق حکومت نے کینسل کر دیا تھا۔ ترجمان کے مطابق نگران حکومت نے سابقہ حکومت کی جانب سے پکڑے گئے مجرموں کو آزاد کر دیا ہے جس کی وجہ سے گذشتہ دو ہفتوں کے اندر ۱۹ افراد اغواء کر لئے گئے ہیں۔ جس پر احتجاج کے باعث کراچی اور لاہور اسٹاک ایکسچینج ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک ساتھ بند ہو گئے ہیں۔

○ بہاولپور سے قریباً ۴۰ کلومیٹر دور ظریف شہید سٹیشن کے قریب شالیمار ایکسپریس حادثہ کا شکار ہو گئی۔ گاڑی کی آخری ۴ بوگیاں الگ ہو کر زمین میں دھنس گئیں حادثہ کے باعث ایک مسافر ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ عالمی ادارے نے عراقی ایٹمی منصوبوں کیلئے ٹیکنیکی امداد بند کر دی ہے۔ بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کا کہنا ہے کہ دنیا بھر میں ایٹمی بجلی گھروں کی تعمیر رک گئی ہے۔ لیکن بھارت فرانس کینیڈا اور جنوبی کوریا اپنے ایٹمی منصوبوں کو توسیع دے رہے ہیں

○ ۲۵ سال بعد سعودی عرب اور سوویت یونین کے سفارتی تعلقات بحال ہو گئے ہیں۔ ماسکو کے دورے پر آئے ہوئے سعودی عرب کے وزیر خارجہ شہزادہ الفیصل نے سفارتی تعلقات کی بحالی کے ایک معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔

○ اٹلی نے عراق کے ملٹری اتاشی اور اسکے سٹاف کو روم سے نکال دیا ہے اور عراقی سفارت خانے کے عملے پر بغیر اجازت وہاں سے جانے پر پابندی لگا دی ہے۔ اٹلی نے یہ کارروائی عراقی فوجوں کی طرف سے کویت میں مبینہ طور پر فرانسیسی اور دیگر مغربی ممالک کے سفارت خانوں پر فوجی حملے کے بعد کی ہے

○ ترکی کی حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے نئے اقتصادی اقدامات کے بعد ملک میں ۱۹۹۰ء میں اقتصادی شرح افزائش میں ۱۰ فیصد اضافہ ہو جائے گا۔ ترکی کے سرکاری ادارہ برائے اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ دس سالوں میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

نماز جنازہ

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی نماز جنازہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو بعد از نماز مغرب ہوگی۔

پتہ

تقریبات کی وڈیو فلم اور ٹیلیویژن V.C.R ریپئرنگ کیلئے

شالیمار ٹی۔ وی سنٹر

انس مارکیٹ ربوہ

بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی کے ساتھ ٹیلیویژن، V.C.R سروسنگ ٹریڈ میں ایک مستند ڈپلومہ ہولڈر کی زیر نگرانی احباب کی خدمت میں مصروفِ عمل۔

المشتہر:۔ قمر احمد۔ مظفر احمد نجم